بدھ 15 جنوری 2020ء | 19 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 13

ارشاد باری تعالیٰ

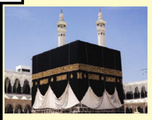

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَعِدُّوۡا لَہُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّۃٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ تُرۡہِبُوۡنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمۡ (الانفال :61)

ترجمہ:اور جہاں تک تمہیں توفیق ہو اُن کے لئے تیاری رکھو، کچھ قوّت جمع کر کے اور کچھ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر اس سے تم اللہ اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کروگے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حفاظت پر مامور رہنا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ آئے تو (خطرے کے باعث)ایک رات آپ جاگتے رہے اورآپؐ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح صحابی میرا پہرہ دے ۔اسی اثنا ء میں ہم نے اسلحہ کی چھنکار سنی تو آپؐ نے پوچھا کون ہے ؟تو آواز آئی:سعد بن ابی وقاص ہوں، آپ کا پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد سو گئی۔

(صحیح البخاري، کتاب الجهاد)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

غربت ایک کیمیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”پس غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہئے۔ان کا قدم آگے ہی ہے،لیکن وہ کوشش کریں کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے وہ نکال دیویں کیونکہ بعض وقت ان لوگوں سے غریبی میں بھی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔صبر نہیں کرتے خد ا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔معاش کی قلت ہو تو چوری،ڈاکہ اور دوسرے جرائم شروع کر دیتے ہیں۔ایسی حالتوں میں صبر کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہئے۔غُربت اور کم رزقی دراصل انسان کو انسان بنانے کے لئے بڑی کیمیا ہے؛ بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہوں۔جیسے مالداروں میں تکبر اور نخوت وغیرہ پید اہو کر ان کے اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں ویسے ہی ان میں بے صبری موجبِ ہلاکت ہوتی ہے۔اگر غریب لوگ صبر سے کام لیں تو ان کو وہ حاصل ہو جو اور لوگوں کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔خدا تعالیٰ نے اصل میں بڑا احسان کیا ہے کہ انبیاء کے ساتھ غریبی کا حصہ بھی رکھ دیا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے۔موسیٰؑ نے بکریاں چرائیں۔کیا امراء یہ کام کر سکتے ہیں۔ہرگز نہیں۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزرایک جنگل میں ہوا۔وہاں کچھ پھل دار درخت تھے۔چند ایک صحابی جو کہ ہمراہ تھے وہ ان کا پھل توڑ کر کھانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں درخت کا پھل کھاؤ بہت شیریں ہے۔صحابہؓ نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو کیسے علم ہے؟ فرمایا کہ جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس جنگل میں بھی آیا کرتا اور ان پھلوں کو کھایا کرتا تھا۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز نہیں کیا کہ انبیاء شاہی خاندان سے ہوں؛ ورنہ تکبر اور نخوت کا کچھ نہ کچھ حصہ ان میں ضرور رہ جاتااو رپھر نبوت کے بھی دو حصے کر دیئے۔ایک مصائب اور شدائد کا اور دوسرا فتح و نصرت کا۔انبیاء کی زندگی کے ان دو حصوں میں بھی الٰہی حکمت تھی۔ایک تو یہی تھی کہ ان کے اخلاق میں ترقی ہو۔اور سچی بات یہی ہے کہ جوں جوں نبوت کا زمانہ گزرتا ہے اورواقعات اور حادثات کی صورت بدلتی جاتی ہے انبیاء کی اخلاقی حالت بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ابتداء میں ممکن ہے کہ غصہ وغیرہ زیادہ ہو۔اس لئے نبی کی زندگی کا آخری حصہ بہ نسبت پہلے کے بلحاظ اخلاق کے بہت ترقی یافتہ ہوتاہے۔اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ ابتداء میں ان کے اخلاق عام لوگوں سے ترقی یافتہ نہیں ہوتے بلکہ یہ امر ہے کہ اپنے دائرہ نبوت میں وہ آخری حصہ عمر میں بہت مؤدب ہوتے ہیں؛ ورنہ ان کی ابتدائی زندگی کا حصہ بھی اخلاق میں توکل لوگوں سے اعلیٰ درجہ کاہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی اگر شدائد اور مصائب سے امن میں رہے تو اُن کی صبر کی قوت کا پتہ لوگوں کو کیسے معلوم ہو۔پھر بہت سے اخلاقِ فاضلہ اس قسم کے ہیں کہ وہ صرف نزولِ مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خد ا تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان تھا کہ آپؐ کو دونوں موقع عطا کئے۔ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگوں کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کرسکے۔فقیر ،غریب اور امیروغیرہ ہر ایک اس چشمہ سے مساوی سیراب ہوں۔یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ذات سے ہے۔جس نے کلؔ ضرورتوں کو پورا کرکے دکھایا۔“

(ملفوظات جلد چہارم ص90)

فرمان خلیفہ وقت

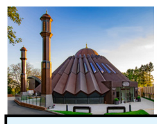

قومی احساس

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

”پس قومی احساس اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ اس بارے میں جماعت احمدیہ کے حوالے سے حضرت مصلح موعودنے توجہ دلاتے ہوئے کہ ہمیں ان قومی بدیوں کو کس طرح دیکھنا چاہئے اور ان پر کس طرح غور کرنا چاہئے یہ فرمایا کہ اگر جماعت بعض پہلوؤں سے اس پر غور کرے اور اس کا علاج کرے تو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کے مختلف ذرائع ہیں، کیونکہ یہ ذرائع جو ہیں وہ قومی امراض کی تشخیص کر سکتے ہیں اور جب تشخیص ہو جائے تو پھر یہ علاج بھی ہو سکتا ہے۔ پہلا ذریعہ وہ تعلیمات ہیں جو کسی قوم میں جاری ہوں اور جن پر عمل کرنا ہر شخص اپنا فرض سمجھتا ہو۔ اگر وہ بری باتیں ہیں یا اس تعلیم کے بدنتائج ہیں یا اس تعلیم سے بدنتائج نکل سکتے ہوں جیسا کہ بعض مذاہب میں ہیں تو اس کی وجہ سے پھر اس میں برائیاں پیدا ہوتی ہیں، یابدعات پیدا ہوتی ہیں اور ان کی وجہ سے پھر برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر کسی مذہب میں غلط عقائد اور باتیں ہیں تو اس سے ہر وہ شخص متاثر ہوگا جو بھی اس مذہب کو ماننے والا ہے اور تمدّنی اور معاشرتی زندگی میں بھی اس سے برے نتائج پیدا ہوں گے۔ صرف مذہبی طور پر نہیں بلکہ معاشرتی زندگی میں بھی، تمدّنی زندگی میں بھی برے نتائج پیدا ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ 13 جنوری 2015ء)

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی درج ذیل ویب سائٹ زیادہ سے زیادہ وزٹ کریں اوراپنے عزیزواقارب کو بھی مطلع فرمائیں۔

www.alfazlonline.org

اسی طرح اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں،اعلانات، آراءاورخطوط اس ایڈریس پر بھیجیں اوردعاؤں میں یادرکھیں۔

info@alfazlonline.org

(ایڈیٹر)

دربار خلافت

صفائی ستھرائی احمدی کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ۔

• ’’دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے اور... احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہوتو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑاکرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں،حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتناہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کوگندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے... اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑ اکرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔ تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پررومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔

نیزفرمایا۔احمدی گھروں کے اندر اور باہر صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ایک واضح فرق نظر آنا چاہئے۔ گزرنے والے کو پتہ چلے کہ اب وہ احمدی محلے یا احمدی گھر کے سامنے سے گزر رہا ہے...جہاں بھی نئی عمارات بن رہی ہیں اور تنگ محلوں سے نکل کر جہاں بھی احمدی کھلی جگہوں پر اپنے گھر بنا رہے ہیں وہاں صاف ستھرا بھی رکھیں اور سبزے بھی لگائیں، درخت پودے گھاس وغیرہ لگناچاہئے...اور جماعتی عمارات ہیں ان میں خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ وہ وقار عمل کرکے ان جماعتی عمارات کے ماحول کو بھی صاف رکھیں اور وہاں پھول پودے لگانے کا بھی انتظام کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23، اپریل 2004ء)

• ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَان یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔اب دیکھیں مؤمن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے ۔اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں،کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟یہ دیکھنے والی چیز ہے ،اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیرِ اثر آجاتے ہیں۔پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اُٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے ،گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اُتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہو ں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے...اہلِ ربوہ کو خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد2صفحہ 262,261)

****

نورِ ازل کے عکس، مرے صادق و امین

توفیق دے خدا مجھے لکھوں میں اُس کی نعت
آمد سے جس کی ختم ہوئی اک طویل رات
ہے اس جہاں کی دھوپ میں چھاؤں اُسی کی ذات
ابرِکرم تھی ہونٹوں سے نکلی جو کوئی بات
جس کے خدا نے عرش پہ لہرا دئے عَلَم
’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم‘‘

میں کس طرح سے عشق کا دعویٰ کروں حضور
دل تو گنہ کے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے چُور
اِک مُشتِ خاک ہو کے بھی مانگوں تمہارا نور
اے حُسن لازوال ترے قُرب کا سرور
کہتی رہے زباں مری لکھتا رہے قلم
’’بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم‘‘

ہم کو نشاطِ وصلِ حبیب خدا ملے
تشنہ لبوں کو عشق کا آبِ بقا ملے
خوش بخت ہیں جو یار کے قدموں سے جا ملے
جس ذات ہی سے حُسن کا ہر سلسلہ ملے
بس سوئے یار اٹھے غلاموں کا ہر قدم
’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم‘‘

تیرے ہی نقشِ پا میں جو مضمر ہے انتہا
ممکن ہوا بشر کا عروج اُس سے بارہا
تیرے ہی فیض سے ہے یہ رحمت کا در کھلا
تُو نے زمیں کی گود کو رکھا ہرا بھرا
ہے بس خدا کے بعد تری ذات محترم
’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم‘‘

نورِ ازل کے عکس، مرے صادق و امین
جب سینۂ دہر میں ترا حُسن ہے مکین
سرشار تیرے عشق سے ہو جائے اب زمین
غالب ہر ایک فکر پہ جلد آئے تیرا دین
مہکے یہی خیال، کہے سوچ دم بدم
’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم‘‘

ویران بستیوں میں دِلوں کی تو آئیے
بند نقاب کھول دیں چہرہ دکھائیے
ظلمت کدوں میں نور کی شمعیں جلائیے
تاریک شب گزیدہ زمینوں میں آئیے
اُس نور پر فدا ہوں عرب ہوں کہ ہوں عجم
’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم‘‘

فاروق محمود۔لندن

عبدالسمیع خان

ذکر خدا پہ زور دے ظلمت دل مٹائے جا
ذکر الٰہی ۔۔۔تعلق باللہ اور حصول نور کا گُر

قرآن کریم یہ ابدی سچائی بیان کرتا ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اس کا عبد بن کر اس کا نور حاصل کرے۔اور یہی انسان کی روحانی زندگی کی بنیاد اور مقصود ہے۔جس شخص کاخدا تعالیٰ سے جتنا تعلق اور رشتہ ہوگا اتنا ہی وہ روحانی زندگی پائے گا ورنہ خدا کی نظرمیں وہ مردہ اوربے حیثیت ہے۔پس خدا سے تعلق کاپہلامرحلہ یقیناً خدا کی یاد اور اس کا ذکر ہے۔یہی ذکر آگے بڑھ کرشکر اورعبادت میں تبدیل ہوجاتا ہے۔اسی لیے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ حدیث نمبر 6407)

یعنی ذکر الہیٰ کرنے والے اور ذکر الہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ

مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِی یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ وَالَّذِی لَا یُذْکَرُ فِیْہِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ یعنی جس گھر میں خدا کا ذکر کیا جاتا ہےاور جس گھر میں خدا کا ذکر نہیں کیا جاتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے

(مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب صلاۃ النافلہ فی بیتہ)

مجسم ذکر الٰہی رسول اور نور مبین

اس سچائی کی سب سے بزرگ مثال ہمارے آقا و مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے مخالفین کی ہے۔ آپ ﷺ کے دشمن جو خدا کے منکر تھے وہ بے روح اجسام اور حقیقتاً مردے تھے اور دنیا اور آخرت میں رسوا ہوئے مگر خدا کے رسول ﷺ نے خدا کا اتنا ذکر کیا کہ خدا نے اسےذِکۡرًا رَّسُوۡلًا قراردیا یعنی مجسم ذکرالہی رسول(الطلاق :11۔12) جس کے نتیجے میں اسے نورمبین کا لقب دیا گیا یعنی خدا کے نور کا کامل مظہر۔(النساء :175)

رسول کریم ﷺ کے شب وروز کو دیکھیں تو ہروقت ذکرالٰہی کا ایک غلغلہ ہے کسی بھی شکل میں ہو صبح بیداری سےلے کر رات کو سونے تک ۔پھر نیند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’میری آنکھیں تو سوتی ہیں دل نہیں سوتا‘‘ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب کان النبی تنام عینہ ۔حدیث نمبر 3569) یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے

صبح اٹھتے ہیں تودعاؤں کے ساتھ تہجد،باجماعت نمازیں،نوافل اور پھرہرکام سے پہلے دعا۔کھانا شروع کرنے کی دعا،کھانا ختم کرنے کی دعا،کپڑے پہننے کی دعا،بازار جانے کی دعا،سونے کی دعا،اٹھنے کی دعا،خدا کی مغفرت رحمت اور نصرت ،اسلام کے غلبہ کی بے قرار دعائیں۔ہر ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہنا بھی ایک دعا ہے۔

جن بزرگوں نے احادیث سے رسول اللہ ﷺ کی دعائیں اکٹھی کی ہیں انہوں نے موٹی موٹی کتابیں ترتیب دی ہیں۔دن رات کا کوئی مرحلہ کوئی ضرورت کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کے لئے آپ ﷺ نے دعا نہ سکھائی ہو۔ اور پھر یہ دعا بھی کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب ما امر النبی ﷺ)

اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا مزید ذکر کروں میری مدد کر کہ میں تیرا مزید شکر کروں اور میری مدد فرما کہ میں تیری بہترین رنگ میں عبادت کر سکوں۔

یہ وہ عبادت ہے جس میں رات کو آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ حدیث نمبر 1130)

اس لیے آپ ﷺ کے ساتھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ تو ہر وقت ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ (بخاری کتاب الحیض)اور آپ ﷺ کے دشمن کہتے ہیں عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ۔ محمد ﷺ تو اپنے رب کا عاشق ہوگیا ہے۔

(المنقذ من الضلال از امام غزالی صفحہ 51 ۔لاہور 1971ء)

ایک مشہور مستشرق ڈاکٹر سپرنگر اقرار کرتا ہے کہ

اس نبی عربی کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور غالب رہتا تھا۔ اس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا دست قدرت نظر آتا تھا اور رعد اور طیور کے نغمہ الہیٰ میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی ۔سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈرات میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 29)

غم اور خوشی کے اوقات میں بھی خدا ہی کی یاد ہے ۔جب لوگ غم کے وقت بین کرتے ہیں ،جزع فزع کرتے ہیں،گریبان پھاڑتے ہیں اور سر میں مٹی ڈالتے ہیں خدا کے شکوے کرتے ہیں اس وقت آپ ﷺ فرماتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم خدا ہی کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔آپ ﷺ کا اللہ کہنا بھی رسمی نہیں تھا۔ اس کے اندر وہ جلال اور جمال تھا کہ حیران کر دیتا تھا۔جب سفر کے دوران ایک ویران مقام پر ایک دشمن نے درخت سے آپ ﷺ کی تلوار اتار لی اور پوچھا تمہیں کون بچائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا’’اللہ‘‘۔اور یہ سن کر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی مگر آپ ﷺ نے اسے زندگی بخش دی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع ،حدیث نمبر4135)

آپ ﷺ سینکڑوں ابتلاؤں سے گزرے مصائب کی آندھیاں آپ ﷺ پر چلیں مگر کبھی آپ ﷺ نے کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔آپ کے بیٹے ابراہیم ؓ کی وفات پر یہ قول سونے کے پانی سے لکھا جانا چاہیے۔اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔(بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی حدیث نمبر 1303) یعنی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اوردل فگار ہے مگرہم خداکی رضاپرمکمل طورپر راضی ہیں۔

خوشی کے موقع پر لوگ ہلہ گلہ کرتے ہیں،تالیاں اور ڈرم بجاتے ہیں۔مہذب پارلیمنٹوں میں ڈیسک بجائے جاتے ہیں مگر آپ ﷺ نے ہر موقع پر اَللّٰہُ اَکْبَر اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہناسکھایا۔ آپ ﷺ نے اسلام کے دونوں تہواروں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دنوں میں شکرانہ کی ایک نماز اور بڑھا دی اور ہر رکعت میں تکبیرات کا بھی اضافہ کر دیا۔جس میں ہر دو رکعت میں بالترتیب ہاتھ اٹھاکر سات دفعہ اور پانچ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہا جاتا ہے۔آپ ﷺ فرماتے تھے’’اللہ کا ذکر میرا مونس و مددگار ہے اور میرے دل کا پھل ذکر الہی میں ہے۔‘‘ (شفاء عیاض صفحہ 85)قرآن سچ کہتا ہے دلوں کا سچااطمینان ذکر الہیٰ سے ہی عطا ہوتا ہے (رعد: 29)

کوئی مشکل پیش آتی تو نفل نماز میں دعا کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ جب آپ ﷺ کو تاریخ انبیاء کی سب سے بڑی فتح نصیب ہوئی تو کوئی بڑا ئی نہیں اور تکبر کا اظہار نہیں بلکہ عاجزی اور انکساری کا مظاہر ہ تھا۔ سرخدا کے حضور جھکا ہوا اور ہونٹوں پر قرآنی آیات تھیں کہ’’ اے اللہ! مجھے برکتوں کے ساتھ مکہ میں داخل کر جیسا کہ تو نے رحمتوں کے ساتھ مجھے مکہ سے نکالا تھا اور مجھے اپنے حضور سے بہترین مددگار عطا فرما۔‘‘ (بنی اسرائیل: 81)

صحابہ رسولؐ ۔سلطان نصیر

اور اللہ نے آپ کو وہ سلطان نصیر عطا فرمادیے آپ کو ایسے صحابہ دیے جو آپ کے تتبع میں میں خدا کے عشق میں مست تھے خداگواہی دیتا ہے ۔کہ ان کو کوئی تجارت اور دنیا کا کوئی سودا ذکر الٰہی سے روک نہیں سکتا (النور: 38)

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَللّٰہُ اللّٰہُ فِی اَصْحَابِی(جامع ترمذی کتاب المناقب۔ باب فی من سب اصحاب النبی ﷺ حدیث نمبر :3862)یعنی میرے صحابہؓ میں خدا ہی خدا نظر آئے گا ۔

ان میں حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھی بھی شامل تھے تھے جو تپتی ریت اور ابلتے پتھروں کا بوجھ اٹھا کر بھی احد احد کہتے تھے۔وہ خبابؓ بھی جنہوں نے محنت سے جمع کردہ سرمائے کی قربانی دے کر خدا کی خاطر ہجرت کی توفیق پائی۔ (بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین والحدادحدیث نمبر: 2091)۔وہ اصحاب صفہ بھی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے ذکر الہی سننے کے لیے مسجد نبویؐ میں چبوترہ پر دھونی مارکربیٹھ گئے تھے ان میں سے بعض دن میں جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹتے اور روزی کما تے اور رات کو دیر تک دین کا علم اور قرآن سیکھتے۔انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتاہےیَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یعنی ان کا نور ان کے آگے بھی دوڑے گااوربائیں بھی یعنی ہرطرف نور ہوگا۔(الحدید: 12)

صحابہؓ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے بعض معجزانہ نظارے بھی دکھائے ۔رسول کریم ﷺ کی مجلس سے رات گئے دو صحابہؓ نکلے تو سخت اندھیرا تھا اور کچھ سُجھائی نہ دیتا تھا کہ اچانک ایک نورظاہر ہوااوردونوں کے آگےان کے مطلوبہ راستے پر چلنے لگااورجب دونوں صحابہؓ اپنے اپنے گھروں کے لئے جدا ہونے لگے تو وہ نور دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور گھروں تک پہنچا کر ختم ہوا ۔

(بخاری کتاب المناقب حدیث نمبر :3805)

یہ سب ذکر الہی اور محبت الہی کی برکات تھیں۔دنیا والے فانی اموال جمع کرتے ہیں مگرخدا والوں نے سب کچھ دے کرخداکو پالیا۔

ذکر کب اور کیسے کیا جائے

اب سوال یہ ہے کہ ذکر الٰہی کب اور کیسے کیا جائے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکرالٰہی کی سب سے اعلیٰ شکل نماز باجماعت ہے۔ جس کے متعلق فرمایااَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ(طٰہٰ :15) میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔پانچ نمازیں تو باجماعت ہیں۔ان کے علاوہ انفرادی نوافل، تہجد، اشراق و غیرہ سب ذکر الہی کی اقسام ہیں ۔حدیث میں اندھیرے کی نمازوں یعنی عشاء اور فجر کا خصوصی ذکر ہے ۔فرمایا بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ یعنی اندھیروں کے اوقات میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن نورِتام کی بشارت دو۔(جامع ترمذی کتاب الصلٰوۃ باب فضل العشاء ۔حدیث نمبر: 223)

دوسرا بڑا ذریعہ تلاوتِ قرآن ہے۔اس کا ایک نام ذکر ہے اور اول سے آخرتک اس کا موضوع ہی ہستی باری تعالیٰ ہے ۔ہر دو چار آیات میں اللہ کا نام اور اس کی صفات کا کثرت سے بیان ہے۔ قرآن کی 6600سے زیادہ آیات ہیں جن میں صرف لفظ اللہ2697 مرتبہ آیا ہے جس کا مطلب ہے ہر دوسری آیت میں اللہ کے نام کا ذکر ہے۔ دیگر اشارے اور صفات الگ ہیں۔

قرآن کریم میں اس کے پڑھنے،تلاوت کرنے کا خاص حکم ہے۔ان کا بھی ذکر ہے جوآیات پڑھتے یاسنتے ہیں توان کی آنکھیں آنسوبہاتی ہیں اورجلدیں نرم ہوجاتی ہیں اوردل کانپ اٹھتے ہیں

(المائدہ: 84 ۔الزمر: 24)

حدیث میں ہے کہ عاشق قرآن سے کہا جائے گاکہ قرآن پڑھتا جا اور روحانی ترقی کرتاجا۔ تیری ترقی اس آخری آیت تک مقدر ہے جو تو پڑھے گا۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن حدیث نمبر: 2914)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم دیا ہے کہ اس میں اللہ نے خاص تاثیرات رکھی ہیں۔
(مسند ابو داؤد طیالسی حدیث نمبر 198)

ذکر کا تیسرا بڑا ذریعہ دعا ہے ہے۔قرآن کریم نے خفیہ اور اعلانیہ اور تضرع کے ساتھ دعا کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”دعا مومن کا ہتھیار ہے دین کا ستون ہے اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے ۔“
(مستدرک حاکم کتاب الدعاء جلد نمبر 1 حدیث نمبر:1812)

دعا کیا ہے؟ عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدا کو یاد کرنا ۔خدا کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی حاجات اس کے حضور پیش کرنا کبھی بیٹھ کر ، کبھی کھڑے ہو کر ، کبھی پہلوؤں کے بل،ذکر الٰہی کا ایک طریق دینی مجالس میں شرکت بھی ہے کہ وہ انسان کے قلب پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:اے لوگو!جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ہم نے عرض کیا جنت کے باغ سے کیا مراد ہے فرمایا: ذکرِ الٰہی کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔فرمایا ص:۔بح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ کا ذکر کرو۔جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدرو منزلت کا علم ہو جو اللہ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔(تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 367 زیر آیت بقرہ: 153 فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا مفید ہے ۔ فرمایا وہ جس کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔(المنتخب من مسند عبد بن حمید۔جلد 1 صفحہ 213 حدیث نمبر:631)

ذکر الٰہی کا ایک آسان طریق تسبیحات بھی ہیں جو انسان چلتے پھرتےاور دوسرے کاموں میں مشغولیت کے باوجود کرسکتا ہے ۔ وہ حمدیہ کلمات بھی جو رسول کریم ﷺ نے نمازوں کے بعد اوررات کوسونے سے پہلے پڑھنے کاارشادفرمایاہے جیسے الحمدللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر،لاالہ الا اللہ درود شریف اوراستغفار یہ جو کثرت سے پڑھا جا سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی تحریکات

اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ ذکر الٰہی کی بعض تحریکات کی یاددہانی بھی ضروری ہے۔صبح اور شام سورۃ مومن کی ابتدائی چار آیات،آیت الکرسی ،رات کو سونے سے پہلے آخری تین سورتوں کی تلاوت اور پھر پھونک مار کر جسم پر پھیر لینا۔ وہ دعائیں بھی ہیں جن کی صدسالہ جوبلی اورپھرخلافت جوبلی کیلئے تحریک کی گئی تھی مگر وہ دعائیں مستقل ہیں جوہمیشہ کرتی رہنی چاہئیں کیونکہ وہ سراسر برکت اور نصرت اور حصول نور کا موجب ہیں۔

پس یہ ذکر الٰہی ہے جو تعلق باللہ کی پہلی منزل ہے۔نور الٰہی کے حصول کا پہلا زینہ ہے ۔یہ وہ روشنی ہے جو آپ کے سینہ و دل کو منور کر دے گی ۔یہ وہ آفتاب ہے جو نفسانیت کے اندھیروں کو دور کر کے عاجزی اور انکساری کی شعاعیں مہیا کرے گا اور پھر صرف آپ کو نہیں بلکہ آپ کے پورے ماحول کو روشن کرے گا تا آنکہ ساری زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے۔

ذکر خدا پہ زور دے ظلمت دل مٹائے جا
گوہر شب چراغ بن دنیا میں جگمگائے جا
خود سراپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام
تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

****

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے، یہ آدمی نہیں، فرشتہ ہے

خاندان کے بزرگ جن کے ہاتھوں میں بچے پروان چڑھتے ہیں اپنے بچوں کی فطرت، طبیعت اور صلاحیت سے قدرتی طور پر آگاہ ہوتے ہیں۔اس طرح خالق کے ودیعت کردہ باسعادت انداز اور ہونہار آثار کے سچے بے لاگ گواہ بنتے ہیں۔درج ذیل اقتباسات میں ایک چچا کا اپنے بھتیجے اور ایک والد کا اپنے بیٹے کے لئے ایسے ہی حقیقت کا اظہار پڑھئے۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ مشرکین رِجس ہیں، پلید ہیں، شرالبریّہ ہیں ،سفہاء ہیں اور ذریتِ شیطان ہیں اور ان کے معبود وقودالنار اور حصبِ جہنم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے! اب تیری دشام دہی سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہےاور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا ہے اور ان کے بزرگوں کو شر البریّہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزمِ جہنم اوروقود النار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رِجس اور ذریتِ شیطان اور پلید ٹھہرایا ۔میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشام دہی سے بازآجا ورنہ میں قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔آنحضرت ﷺ نے جواب میں کہا کہ اے چچا ! یہ دشام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہےاور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں میری زندگی اس راہ میں وقف ہے ۔ میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتااور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کاخیال ہے تو تُو مجھے اپنی پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہوجا۔بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں ،میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر باربار زندہ ہوکر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔

آنحضرت ﷺ یہ تقریر کررہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہورہی تھی اور جب آنحضرت ﷺ تقریر ختم کرچکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا، تو اور ہی رنگ میں اور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیراساتھ دوں گا۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110، 111۔ تذکرہ صفحہ 170)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز مرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیااور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ بنارہتا تھا۔ان کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ کی تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیاداروں کی طرح مجھے رُوبہ خلق بناویں اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیاں میں آنا چاہامیرے والدصاحب نے باربار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دوتین کوس جانا چاہئے مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا اس لئے نہ جا سکا پس یہ امر بھی ان کی ناراضگی کا موجب ہوا اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا۔مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثوابِ اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کردیا تھا اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھااور وہ مجھے دلی یقین سے بَرًّۢا بِوَالِدَیۡنِ جانتے تھے اوربسا اوقات کہا کرتے تھےمیں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف صحیح اور سچ بات یہی ہے ہم تو اپنی عمر ضائع کررہے ہیں۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحات 182 تا 184حاشیہ)

ایک معمر ہندو جاٹ جس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گودوں میں کھلایا تھا کی روایت تاریخ احمدیت میں درج ہے کہ جب آپ کے والد صاحب ملازمت اور دنیوی معاملات سنبھالنے پر زور دیتے تو آپ عرض کرتے”ابا ! بھلا بتاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی ملازمت کی کیا پرواہ۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں ۔مرزا غلام مرتضیٰ یہ جواب سن کرخاموش ہوجاتے اور فرماتے”اچھا بیٹا جاؤ اپنا خلوت خانہ سنبھالو“جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے”یہ میرا بیٹا مَلّاہی رہے گا میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کردوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر میں کیا کروں یہ تو مُلّاگری کے بھی کام کا نہیں۔ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں چالاک آدمیوں کا ہے“ پھر آبدیدہ ہوکر کہتے کہ ”جو حال پاکیزہ غلام احمدؑ کا ہے وہ ہمارا کہاں یہ شخص زمینی نہیں آسمانی(ہے) یہ آدمی نہیں، فرشتہ ہے ۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 52 ’53)

****

حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

جماعت احمدیہ کی وجہ تسمیہ اور قیام کا مقصد

وجہ تسمیہ

ہندوستان میں مردم شماری کے موقع پر حضرت بانی جماعت احمدیہ نے 4 نومبر 1900 کو ”اشتہار واجب الاظہار“ کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

”چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جودوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پُری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لئے پسند اور تجویز کیا ہے وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لئے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت لکھوائیں۔ اور جو شخص بیعت کرنے کے لئے مستعد ہے۔ گو ابھی بیعت نہیں کی اس کو بھی چاہئے کہ اس ہدایت کے موافق اپنا نام لکھوائے اور پھر مجھے کسی وقت اپنی بیعت سے اطلاع دے دے ---اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلم فرقہ احمدیہ ہے اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلم فرقہ احمدیہ-------

اس فرقہ کا نام مسلم فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صد ہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دوناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔ تا اس نام کو سُنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کوکچھ سروکار نہیں۔

سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خداایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں۔تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر ۔ آمین۔“

ایک مسلمان صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات هُوَسَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج: 79) کے برخلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

”مسلمان بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہےاسلام کے تہتر (73) فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ... اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی،حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آجکل نیچریوں کا ایک ایسافرقہ نکلا ہے جو جنت ، دوزخ، وحی،ملائک سب باتوں کا منکر ہے... غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لئے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

حضرت یہ تقریر کر رہے تھے کہ اس مولوی نے پھر سوال کیا کہ قرآن شریف میں تو حکم ہے کہ : لَاتَفَرَّقُوْا (ال عمران:104) اور آپ نے تو تفرقہ ڈال دیا۔ حضرت نے فرمایا:

ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے تو پھر شافعی حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے، مگر یہ نام ان اکابر کے رکھے ہوئے ہیں جن کو آپ بھی صلحامانتے ہیں۔ وہ شخص بدبخت ہوگا جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے اور اُن کو برا کہے۔ صرف امتیاز کے لیے ان لوگوں نے اپنے یہ نام رکھے تھے۔ ہمارا کاروبارخدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔

اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کو دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہوسکتی... ہم کومسلمان ہونے سے انکار نہیں، مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھاگیا ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ نے توریت والوں سے اختلاف کیا اور عام نظروں میں ایک تفرقہ ڈالنے والے بنے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ تفرقہ خود خدا ڈالتا ہے۔ جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ ایک تمیز ہو جائے.....

جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں۔ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا۔ جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے ...... بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتاہے۔ احمدی نام ایک امتیازی نشان ہے۔ آجکل اس قدر طوفان زمانہ میں ہے کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے کوئی نام ضروری تھا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں۔ وہ احمدی ہیں۔“

(بدر مورخہ 3 نومبر 1905ء)

قیام کا مقصد

حضرت مسیح موعودنے یکم دسمبر 1888 ء کو درج ذیل اشتہار شائع کیا :۔

”میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔

اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے؟ میں تویہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اُس سے تسلی پاتا ہے۔

- اب تم میں سے ہر ایک اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہوگئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتاہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ اُن حملوں کو رو کا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور رُوح پیدا کی جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اُس کی اَمَانِی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات۔ صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کیلئے ہے۔ اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اُن کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔
- میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے ...... میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد و مولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔
- ”مسیح موعود کے وجود کی علّتِ غائی احادیث نبویہؐ میں یہ

بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دُور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خداتعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔‘‘

• ’’اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاق اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔سو اے حق کے طالبو! سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گزشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہوگئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردّ مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہوجاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کردیا ہے یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایماناً کہو کہ حضرت آدم سے لے کر تا ایں دم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنی کرو جو ہوسکتے ہیں واقعات موجودہ کو نظر انداز مت کرو تاتم پر کھل جائے کہ یہ تمام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہریک نبی ڈراتا آیا ہے جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نےڈالی۔‘‘

• ’’یہ عاجز تو محض اِس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا وے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الہ ...ہے‘‘

• ’’میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خداتعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے... سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کازمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہو گا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں۔ اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں ۔ اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے ۔ اوّل قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیاں کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا۔ اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے ۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہوچکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں...

• ’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کودُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔‘‘

•’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے ۔‘‘

****

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 4 تا 10 جنوری 2020ء

قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

• دوران ہفتہ جماعت احمدیہ جرمنی کے مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الا حمدیہ کے ایک وفد کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اسلام آباد میں آدھے گھنٹے سے زائد ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس ملاقات میں خدام و اطفال نے اپنے آقا سے چند سوالات کئے جن کےحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی پیار و شفقت بھرے انداز میں جوابات عنایت فرمائے۔ ایک خادم نے حضور سے سوال پوچھا کہ بچوں کی اصلاح کیسے کی جائے؟جواباً حضور انور نے فرمایا کہ ’’اصلاح یہ کریں کہ پہلے اپنی اصلاح کریں۔ ٹھیک ہے۔ آپ اپنا نمونہ ہوں۔ رول ماڈل ہوں بچے کے لئے۔ بچہ آپ کو دیکھ کے سمجھے کہ ہاں یہ میرا رول ماڈل ہے میرا باپ یا میری ماں۔ ٹھیک ہے۔ تو بجائے وہ ٹیچر کی بات ماننے کے وہ آپ کی بات مانے گا۔ اور ڈانٹنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ ڈانٹنا اور سختی کرنا اور پیچھے ہی پڑجانا بچوں کے یہ بھی غلط ہے۔ ٹھیک ہے۔ اصلاح کا مطلب قطعاً یہ نہیں کے ڈانٹنا شروع کردو بچوں کو یاتھپڑ مارنے شروع کردو۔ ٹھیک ہے۔ پھر حضور انور نے یہ فرمایا کہ جو شیئر کرتے ہیں اپنے دوستوں سے باتیں وہ آپ سے کریں، لڑکیاں اپنی ماؤں سے کریں ، لڑکے اپنے باپوں سے کریں، یہ میں کئی دفعہ بیان کرچکا ہوں۔ اس طرح تربیت کرو گے تو ٹھیک ہوجائے گا۔

• دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے Ahmadiyya Muslim Women’s Student Association کی ایک کلاس میں شرکت فرمائی۔ یہ کلاس ایوان مسرور میں منعقد ہوئی اور ایک گھنٹے سے زائد جاری رہی۔ اس کلاس میں مختلف لیکچرز پیش کئے گئے ۔اس کلاس میں بھی طالبات نے اپنے آقا سے متعدد سوالات پوچھے جن کے حضور انور نے جوابات دیئے۔ ایک طالبہ نے حضور انور سے Organ Donation سے متعلقہ سوال دریافت کیا تو حضور انور نے فرمایاکہ ’’اگر کسی کی زندگی بچانے کے لئے Organ Donation کرتے ہو تو منع تو نہیں ہے اسلام میں۔اگر کوئی Organ Donation کرنا چاہتا ہے تو It’s Quite Ethical اور اس میں مذہبی طور پر بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔

• دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد مبارک کے باہرتشریف لاکرمندرجہ ذیل کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات کرکے تعزیت فرمائی۔

- مکرم اظہر تنویر مرزا ابن مکرم اسلم بیگ (ہانسلو۔یوکے)
- مکرمہ ناہید طاہرہ

نماز جنازہ حاضر کے ساتھ ساتھ حضور انور نے دوران ہفتہ 9 مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

• دوران ہفتہ حضور انور نے مسجد مبارک میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد 9 نکاحوں کے اعلان بھی فرمائے اور بابرکت ہونے کے لئے دعا بھی کروائی۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

- عزیزہ عروج کیانی(سلاؤ ـیوکے) ہمراہ مکرم حمزہ حمید(یوکے)
- عزیزہ دانیہ محمود(کنگسٹن ـیوکے)ہمراہ فرحان احمد خالد(یوکے)
- عزیزہ اسماء نذیر(کرائیڈن۔یوکے)ہمراہ حماد الرحمن طلحہٰ (یوکے)
- عزیزہ مہدیہ احمد (بیٹرسی۔ یوکے) ہمراہ ذیشان ظفر (یوکے)
- عزیزہ تحمیدسحر واقفہ نو (ناروے) ہمراہ فیضان طاہر (یوکے)
- عزیزہ عاتکہ گلزار (پاکستان) ہمراہ یاسر محمود واقف نو (ابو ظہبی)
- عزیزہ طاہرہ منصور (جرمنی) ہمراہ وفا محمد (سوئٹزر لینڈ)
- عزیزہ فائزہ نگار (ساہیوال۔ پاکستان)ہمراہ اظہر محمود (ربوہ)
- عزیزہ طوبیٰ رحمٰن (ربوہ پاکستان) ہمراہ بلال احمد (مربی سلسلہ)

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایوان مسرور باقی صفحہ 8 پر

انجینئر محمود مجیب اصغر

افغانستان میں احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ذکر شاں ہم مے دہد یاد از خدا
صدق و رزاں در جناب کبریا

ان کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے اس لئے کہ وہ خدا کے حضور میں راست باز ہیں۔

The Ahmadiyya is considered a movement that began in the late 19th century by Mirza Ghulam Ahmad in Qadian, India. It was seen Apostasy by all other groups, and accordingly only 12 years after Mirza's claim of Mahdihood, a couple of Ahmadiyya members were stoned to death in Kabul during 1901 to 1903. Later in the 1920s, King Amanullah had served Ahmadiyya members forcibly reverted, and in 1924 affiliation with Ahmadiyya became a capital offence. (Wikipedia)

1901ءاور 1903ء کے دوران حضرت میاں عبدالرحمن صاحب کو امیر عبدالرحمن خان (1844ء۔1901ء) کے دور میں شہید کیا گیا اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو امیر حبیب اللہ خان (1901ء1919-ء) کے دور میں سنگسار کرکے شہید کیا گیا۔ قرآن کریم میں ہے۔وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔ (یٰس:21)یعنی اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے میری قوم ان بھیجے ہوؤں کی اطاعت کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیفؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

’’وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہےاور کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا‘‘

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 75)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ....... موسیٰ کی طرف ایک شخص آیا(القصص:21) اور عیسیٰ کی طرف آرمینیا کی طرف سے اور ہمارے آقا کی طرف صحابہ میں سے ایک شخص یعنی ابوبکر وغیرہ، اور مسیح موعود کی طرف اطراف خوست کابل سے صاحبزادہ عبداللطیف شہید۔

(بحوالہ حاشیہ یٰس:21 - قرآن مجید مترجمہ حضرت مولانا مولوی محمد سعید)

(از درس قرآن حضرت خلیفۃ المسیح حاجی حافظ مفسر محدث فقیہ حکیم الامت مولانا اعظم مولوی نور الدین..... قدس سرہ الشریف)

شہادت حضرت میاں عبد الرحمٰن

حضرت میاں عبدالرحمن صاحب سید الشہداء سید عبد اللطیف صاحب کے شاگرد رشید تھے جنہیں آپ نے اپنا نمائندہ بنا کر اور بیعت کا خط دے کر اور کچھ تحائف دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان بھجوایا تھا جب وہ واپس کابل تشریف لائے تو انہیں امیر کابل عبدالرحمن خان نے گلا گھونٹ کر شہید کروا دیا۔ حضرت سید نور احمد کابلی صاحب اپنی کتاب چشمدید واقعات میں لکھتے ہیں۔

’’حضرت میاں عبد الرحمٰن صاحب شہید نے قادیان دارالامان میں چند روز قیام فرمایا اور نور بصیرت رکھتے ہوئے حق کو فوراً پہچان لیا اور.. بیعت کرنے میں جلدی کی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد جب افغانستان تشریف لائے.. ہر خاص وعام تک اس انمول پیغام کو پہنچانے میں دیر نہ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے پہاڑوں میں کثرت سے بوستان احمد کے پھول کھلنے لگے۔

یہ امیر عبد الرحمن کی بادشاہت کا دور تھا سخت گیر کج فہم ملا نے ہمیشہ کی طرح احمدیت کی ایسی خوفناک تصویر کشی کی کہ دربار شاہی میں موجود مفاد پرستوں نے بادشاہ کو بھی خوف زدہ کر دیا اور بادشاہ نے بھی اس بابرکت آواز کو سن کر سمجھنے کی بجائے خطرہ کی گھنٹی تصور کیا اور اپنے تند مزاج کے مطابق فرعونیت کی راہ اپنا لی اور بغیر کسی قسم کی تحقیق کے حضرت میاں عبد الرحمٰن کو شہید کروا دیا‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایما اور ہدایت سے میاں عبدالرحمن شاگرد رشید ان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر یک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ اختیار کر گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں.......... کابل میں جا کر جابجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی.......

تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہوگیا...... تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے‘‘

(تذکرۃالشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 48)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’شیخ عبدالرحمٰن امیر عبدالرحمٰن کے سامنے اس سلسلہ کے لئے گلا گھونٹ کر مارا گیا اور اس نے ایک بکری کی طرح اپنے تئیں ذبح کرا لیا۔ کیا وہ ابدال میں داخل نہ تھا؟

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 357)

جہاد کا موقوف ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ اور صفت میں اس راقم کو مبعوث فرمایا اور میرے زمانہ میں رسم جہاد کو اٹھا دیا جیسا کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد کو موقوف کر دیا جائے گا‘‘

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 213)

دراصل امیر عبدالرحمٰن خان نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف تھا۔اسی جاہلانہ تصور کی وجہ سے افغانستان میں آج تک قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔

حضرت صاحبزادہ مولوی سید عبداللطیفؓ

صحابی مسیح موعودؑ

آپ امیر حبیب اللہ خان کے زمانے میں اور اس کی اجازت سے حج کے لئے کابل سے روانہ ہوئے اور چاہا کہ پہلے قادیان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کریں۔ آپ چند ماہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہے اس دوراں حج کے ایام گزر گئے۔ آپ نے واپس افغانستان پہنچ کراپنے مریدوں اوردیوان آف رائل کورٹ کے ہر عہدیدار تک بڑی حکمت، شجاعت اور سرعت کے ساتھ مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا جس کا امیر کابل اور حکومت کی طرف سے سخت رد عمل ہوا۔ اس حسین جرم میں آپ کو سنگسار کرنے کا خفیہ منصوبہ بنایا گیا تاکہ اس ظالمانہ کارروائی سے کسی افغان کو حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔

14 جولائی 1903ء کو آپ کوسنگسار کرکے شہید کردیا گیا۔ اس سے قبل آپ کو سخت Torture کیا گیا۔ آپ کا افغانستان میں بہت بڑا روحانی اور سیاسی مقام تھا۔ جب چند لاکھ کی ریاست کی آبادی تھی اس وقت 50 ہزار افغان آپ کا مرید تھا۔ آپ امیر کابل کے Religious Advisor تھے آپ کو ڈیورنڈ باؤنڈری لائن کے لئے حکومت کا نمائندہ بنایا گیا تھا آپ نے ہی امیر عبدالرحمٰن خان کی وفات پر اس کے بیٹے امیر حبیب اللہ خان کی تاج پوشی کی تھی آپ کو آپ کے گاؤں سیدگاہ علاقہ خوست سے گرفتار کر کے کابل لانا کوئی آسان کام نہ تھالیکن آپ نے خدا کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اپنے مریدوں کو کسی قسم کی مزاحمت کرنے سے باز رکھا۔

ڈیڑھ ماہ سے چار ماہ تک سخت اذیت ناک کئی من وزنی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے قید کاٹی تلواروں کے سائے میں علماء سوء سے تحریری مناظرہ کیا ۔طے شدہ منصوبے کے تحت آپ پر کفر کا فتوی لگا کر کئی بار آپ کو مسیح موعودؑ کے انکار کے لئے انتہائی کوشش کی گئی اور ان تمام مصائب سے گزر کر بھی جب آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی تو آپ کی ناک میں نکیل ڈال کر آپ کو مقتل کی طرف لے جایا گیا اور گڑھا کھود کر اس میں اتارا گیا آخری بار پھر کوشش کی گئی کہ امیر کے کان میں ہی مسیح موعود کے کفر کا اقرار کردیں لیکن آپ نے ان ظالموں کی بات نہ مانی اور بالآخر آپ کو پتھر مار مار کر سنگسارکردیا گیااس وقت آپ کی زبان سے یہ الفا ظ سنے گئے۔ اَنْتَ ولی فی الدنیا ولآخرہ توفنی مُسْلِمًا والحقنی من الصالحین...

یہ وہ درد ناک واقعات ہیں جن کو پڑھتے اور لکھتے ہوئے بھی انسان لرز اٹھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک آپ کی شہادت کی جوخبریں نور احمد کابلی صاحب کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے پہنچیں ان کی بنیاد پر ایک نہایت اہم اور شاندار کتاب تذکرۃالشھادتین آپ کی شہادت پر لکھی۔ اس کے علاوہ ملفوظات میں بھی کئی جگہ آپ کا پیار بھرا ذکر فرمایا۔

ایک جگہ فرمایا۔’’مولوی صاحبزادہ عبداللطیف جو محدث اور فقیہہ اور سر آمد علماء کابل تھے اس سلسلہ کے لئےسنگسار کئے گئے اور باربار سمجھایا گیا کہ اس شخص کی بیعت چھوڑ دو پہلے سے زیادہ عزت ہوگی لیکن انہوں نے مرنا قبول کیا اور بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور چالیس دن تک پتھروں میں ان کی لاش پڑی رہی۔کیا وہ ابدال میں سے نہ تھے‘‘

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 357)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

’’صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو‘‘

(الحکم 24 جنوری 1904ء)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دعوۃ الامیر میں صفحہ 272 تا 280 پر اس کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔جماعت کے بعض بزرگوں نے بھی آپ پر کتب لکھی ہیں اور گاہے بگاہے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ کے ایک سعادتمند پوتے صاحبزادہ جمیل لطیف نے آپ کے بارے میں ایک کتاب سید الشہداء کے نام سے لکھی ہے جسے پڑھ کر اس واقعہ پر آنکھیں آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

حضرت مسیح موعود نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا۔

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

زیر ایں موت است پنہاں صد حیات

اس موت کے اندر سینکڑوں زندگیاں مخفی ہیں۔

آپ کی عظیم شہادت کے بعد آپ کے خاندان کو ایک بہت لمبا عرصہ قید و بند، ملک بدری، ہجرت در ہجرت کے نہایت تکلیف دہ حالات سے گزرنا پڑا آپ کے دو صاحبزادوں کی قید کے دوران موت واقعہ ہو گئی اور بالآخر خاندان کے جو افراد بچ گئے وہ اضطراری طور پر ہجرت کرکے بنوں سرائے نورنگ کے پاس اپنی بچی کھچی زمینوں پر آگئے حضرت مسیح موعودؑ اور سید الشہداء کی قوت قدسیہ کے نتیجے میں آپ کی اولاد در اولاد نے بھی استقامت شجاعت اور اخلاص کا عظیم الشان نمونہ دکھایا اور آج اس عظیم قربانی کے ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی نسل کو دنیا کے کئی ملکوں میں پھیلا دیا ہے۔

حکومت افغانستان کے ایک بہت سینئر آرکیٹکٹ نے اسی جگہ کابل میں قومی مینار ڈیزائن کر کے کھڑا کیا ہے جہاں اس نے بچپن میں صاحبزادہ صاحب کو پابند سلاسل مقتل کی طرف لے جاتے ہوئے نفس مطمئنہ کی حالت میں دیکھا تھا اس قومی یادگار کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔

جب میں حضرت مسیح موعود کی آپ کے کبار صحابہ کے بارے میں تعریفی عبارتیں پڑھتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ شاید سرزمین کابل کے پیشوا حضرت سید الشہداء کے بارے میں سب سے زیادہ محبت کا اظہار فرمایا ہے جیساکہ فرمایا۔

’’جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا...... اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو.... اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے‘‘

شاتان تذبحان کا عظیم الشان الہام پورا ہؤا۔یہ الہام براہین احمدیہ کے زمانے میں ہوا تھا جو 23 سال بعد پورا ہوا فرمایا۔

’’تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی...... ۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے..... اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تیئیس برس بعد پوری ہوئی‘‘

اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ ’’ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کر ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے‘‘

اسی طرح فرمایا۔

’’اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا‘‘

ادھر حضرت صاحبزادہ صاحب کو قادیان کے سفر کے دوران بار بار پشتو زبان میں الہام ہوا کہ ’’سر بدہ‘‘ کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو جو دکھ اس شہادت سے پہنچا اس کا اظہار اس طرح بھی فرمایا۔

’’اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے‘‘(تذکرۃالشہادتین روحانی خزائن جلد 20)

امیر حبیب اللہ خان اور اس سے پہلے اس کے باپ امیر عبدالرحمین خان کی عبرت ناک موت سے لے کر اب تک اس بدقسمت زمین پر بیماریوں آسمانی آفات اور قتل و غارت اور جنگ وجدال اور ظلم و بر بریت کا نہ ختم ہونے والا دور جاری ہے اور کبھی امن نصیب نہیں ہوا۔ اپنے منظوم کلام میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صاحبزادہ صاحب کو خراج عقیدت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

کوچہ محبوب تک لاکھوں کوس کا فاصلہ ہوتاہے اور اس کے اندر کانٹے دار جنگل اور سو بلائیں ہوتی ہیں لیکن اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ کہ اس نے اس بیاباں کو ایک ہی قدم میں طے کرلیا۔

یادگاری کتبہ۔ آپ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں نصب کیا ہوا ہے جہاں ہر سال ہزاروں زائرین حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ساتھ آپ کے لئے بھی دعائیں کرتے چلے آرہے ہیں افغانستان میں آپ کی قبر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاتی رہی اور کچھ علم نہیں ہے کہ اب کہاں ہے

اے خدا بر تربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

****

بقیہ از صفحہ 6۔ مصروفیات

میں منعقدہ ایک تقریب رخصتی میں بھی رونق افروز ہوئے۔ یہ تقریب رخصتی عزیزہ راحیلہ وسیم بنت مکرم وسیم احمد ناصر(کارکن دفتر امام مسجد فضل لندن) کی تھی۔ عزیزہ کی شادی مکرم رضوان احمد ابن مکرم لئیق احمد شہید کے ساتھ طے پائی۔

دوران ہفتہ حضور انور نے ایوان مسرور میں منعقدہ ایک تقریب ولیمہ کو بھی رونق بخشی۔ یہ ولیمہ مکرم رضوان احمد اور عزیزہ راحیلہ وسیم کا تھا۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد مبارک میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضور انور نے بدری صحابہؓ کا ذکر جاری رکھا۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حسب روایت جمعہ والے دن نماز مغرب و عشاء کے درمیان اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے اور اسلام آباد میں ہونے والے تعمیراتی کاموں کا تفصیلاً معائنہ و جائزہ فرمایا اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ دوران معائنہ مرد و خواتین، بچے و بچیاں حضور انور کے بابرکت وجود سے مستفید ہوتے رہے۔

دوران ہفتہ حضور انور نے پانچ روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 21 تھی ۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات موصول کیں۔ اور چھ روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں جن کی تعداد 127 رہی۔ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔

فرانس، جرمنی، کینیڈا، یوکے، پاکستان، سویڈن، گوئٹے مالا، امریکہ

(سعیدالدین احمد۔لندن)

محمد افضل بھٹی ۔ تنزانیہ

تنزانیہ کی جماعت دالونی میں مسجد کاافتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو امسال ٹانگا ریجن کی ایک جماعت دالونی (Daluni) میں مسجد کی تعمیرِ نو کی توفیق ملی۔ یہ گاؤں ٹانگا شہر سے تقریباً 64 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک اونچے پہاڑ پر واقعہ ہے۔ اس گاؤں میں جماعت تقریباً 20 سال سے قائم ہے اور حاجی عبد اللہ سادالہ (Sadala)نامی ایک مخلص بزرگ نے مسجد کے لیے زمین ہدیہ کی تھی جہاں مسجد بنائی گئی۔ کافی عرصہ گزرنے کے بعد یہ عمارت خستہ حال ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسی جگہ پر اب نئے سرے سے پہلے سے بڑی مسجد بنائی گئی ہے۔ ماہِ مارچ میں دعاؤں، صدقات اور افرادِ جماعت کی مدد سے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور تعمیراتی کا م کا آغاز ہوا ۔

مقامی معلم سلسلہ مکرم محی الدین کی نگرانی میں خدام نے وقارِ عمل کے ذریعہ بھرپور انداز میں تعمیر میں حصہ لیا۔ تقریباً 2000 اینٹیں وقارِ عمل کے ذریعہ بنائی گئیں۔ اس علاقہ کا شمار گرم علاقوں میں ہوتا ہے اور برسات کے موسم میں بھی بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔تعمیراتی مراحل میں سب سے مشکل کام پانی کی مسلسل فراہمی تھی جس میں خاص طور پر احمدی خواتین نے تعاون کیا جو گاؤں سے باہر گزرنے والے دریا سے سائیکلوں پر پانی کے ڈول بھر بھر کے لاتی رہیں۔ اسی طرح پرانی مسجد سے قابل استعمال سامان کو بھی حسبِ ضرورت استعمال میں لایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگست میں مسجد کی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی جس میں تقریباً 120 افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔

مورخہ 31اگست2019ء بروز ہفتہ اس گاؤں کی خوبصورت مسجدکے افتتاح کا پروگرام تھا۔

امیر و مشنری انچارج مکرم طاہر محمود چوہدری مسجد کے افتتاح کے لیے تشریف لائے۔

افتتاح کا پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ جس کے بعد نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں تشریف لائے ہوئے سرکاری عہدیداران نے مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت بیان فرمائی اور اسی طرح غیر از جماعت احباب کے لیے جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کروایا۔ گاؤں کی سُنی مسجد کے امام اپنے وفد کے ہمراہ بھی شامل ہوئے۔ شامل ہونے والے مہمانان نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ اس جگہ سے کچھ دور دیگر مساجد بھی قائم ہیں مگر احمدیہ مسجد علاقے کی سب سے خوبصورت مسجد بن گئی ہے۔ مجموعی طور پر اس پروگرام میں 320افراد شامل ہوئے جن میں تقریباً 200 سے زائد غیر ازجماعت احباب بھی تھے۔ دعا کے بعد مسجد کے باہر تمام احباب کی اجتماعی تصویر بنائی گئی اور تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جگہ خانۂ خدا کی تعمیر کے حوالہ سے ہماری اس حقیر سی کوشش کو اپنے حضور قبول فرمائے۔